آیت ـ 50120

السؤال

درج ذيل فرمان بارى تعالى كا معنى كيا ہے:
اور سياہ دھاگے سے فجر كا سفيد دھاگہ ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہو . ؟

الإجابة المفصلة

فرمان بارى تعالى ہے:

تمہارے ليے رمضان كى راتوں ميں اپنى بيويوں سے صحبت كرنا حلال كر ديا گيا ہے، وہ تمہارے ليے لباس ہيں اور تم ان كے ليے لباس ہو، اللہ تعالى نے جان ليا ہے كہ تم اپنے نفسوں كى خيانت كرتے ہو، چنانچہ اس نے تمہارى طرف توجہ كرتے ہوئے تمہيں معاف كر ديا، لہذا تم اب ان سے مباشرت كرو اور جو كچھ اللہ نے لكھ ديا ہے اسے تلاش كرو، اور رات كے سياہ دھاگے سے فجر كا سفيد دھاگہ ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہو، پھر تم رات تك روزہ پورا كرو (البقرة) 187.

اس كا معنى يہ ہے كہ اللہ تعالى نے روزے دار كے ليے طلوع فجر كا يقين ہونے تك كھانا پينا مباح كيا ہے.

اور آيت ميں سفيد دھاگے سے دن اور سياہ دھاگے سے رات مراد ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

آيت كا معنى يہ ہے كہ: رات كى سياہى سے دن كى سفيدى ظاہر ہو جائے اور يہ تبيين اور ظہور فجر صادق كے وقت ہو جاتا ہے.

قولہ: فجر سے يہ سفيد دھاگہ (خيط الابيض) كا بيان ہے، اور سياہ دھاگے كا بيان اس ليے رہنے ديا ہے كہ دونوں ميں ايك كو بيان كرنا دوسرے كے ليے كافى ہے. اھـ

اور بعض صحابہ كرام رضى اللہ تعالى عنہ اس آيت سے مخالف معنى سمجھ بيٹھے انہوں نے اس سے مراد حقيقى دھاگہ ليا، چنانچہ ايك صحابى كے متعلق آتا ہے كہ اس نے اپنے تكيہ كے نيچے يا اپنے پاؤں كے ساتھ سفيد اور سياہ دھاگہ باندھ ليا اور ان ميں سے ايك كے ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہے، اس غلطى كا سبب آيت ميں " من الفجر " كے الفاظ نہيں تھے، تو بعض صحابہ اس سے وہى معنى سمجھ بيٹھے جس كى طرف فورى طور پر ذہن جاتا ہے كہ

دھاگہ سے مراد دھاگہ ہی ہے تو پھر اللہ تعالی نے " من الفجر " فجر سے کے الفاظ کچھ مدت بعد نازل فرما دیے، اور بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ: یہ مدت ایك برس ہے، تو پھر اللہ تعالی نے " من الفجر " کے الفاظ نازل فرمائے، تو صحابہ کرام کو علم ہوا کہ سفید دھاگہ سے مراد دن اور سیاہ دھاگہ سے مراد رات ہے.

بخاری اور مسلم میں سھل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت:

سیاہ دھاگے سے سفید دھاگہ ظاہر ہونے تك کھاتے پیتے رہو . اس میں" من الفجر " فجر سے ابھی یہ الفاظ نازل نہیں ہوئے تھے، تو لوگ جب روزہ رکھنا چاہتے تو ان میں سے ایك شخص نے اپنی ٹانگ کے ساتھ سفید اور سیاہ دھاگہ باندھ لیا، اور ان دونوں کو اچھی طرح دیکھے جانے تك کھاتا پیتا رہا، تو اللہ تعالی نے بعد میں " من الفجر " فجر سے " کے الفاظ نازل فرما دیے، تو پھر انہیں علم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں

(صحیح بخاری حدیث نمبر (1917) صحیح مسلم حدیث نمبر (1091

ان صحابہ کرام نے دھاگہ اپنے ظاہری معنی میں لیا، اور جب " من الفجر " کے الفاظ نازل ہوئے تو انہیں اس کی مراد سمجھ آئی.

اور عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ بھی اس آیت سے وہی سمجھے جو دوسرے صحابہ سمجھے تھے حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سمجھایا کہ اس سے مراد وہ نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں بلکہ دن اور رات مراد ہیں.

صحیح بخاری میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت:

حتی کہ سیاہ دھاگے سے سفید دھاگہ واضح ہو جائے " نازل ہوئی تو میں نے سفید اور سیاہ عقال (اونٹ کا گھٹنہ " باندھنے والی رسی) لے کر اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور اسے دیکھنے لگا لیکن مجھے وہ واضح نظر نہ آیا چنانچہ میں صبح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اس کا ذکر آپ سے کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس سے تو رات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی مراد ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1916).

اور بخاری کی ایك روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" تم بہت عریض ہو "

صحيح بخارى حديث نمبر (4510).

اور ايك روايت ميں يہ الفاظ ہيں:

"پھر تو آپ كو تكيہ بہت وسيع و عريض ہے، كہ سفيد اور سياہ دھاگہ آپ كے تكيہ كے نيچے تھے "

صحيح بخارى حديث نمبر (4509).

اور ايك روايت كے الفاظ يہ ہيں:

" يقينا تم بہت عريض اور چوڑى گدى كے مالك ہو "

صحيح بخارى حديث نمبر (4510).

عدى رضى اللہ تعالى عنہ كا واقعہ " من الفجر " نازل ہونے كے بعد كا ہے، يعنى سابقہ سھل والى حديث كے بعد كا.

بعض علماء كرام نے عدى رضى اللہ تعالى عنہ كى غلطى اور خطاء كا عذر يہ پيش كيا ہے كہ عدى رضى اللہ تعالى عنہ كو سھل رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث كا علم نہ تھا، يا پھر ان كى قوم كى لغت ميں سياہ اور سفيد دھاگہ رات اور دن پر نہيں بولا جاتا تھا.

اسى ليے ابن حبان رحمہ اللہ نے عدى بن حاتم رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث كا عنوان " عرب كى لغت كا ايك دوسرے سے فرق ہونے كا بيان " ركھا ہے، اور اس سے اس بات كى طرف اشارہ كيا ہے كہ عدى رضى اللہ تعالى عنہ كى زبان ميں رات كى سياہى اور دن كى سفيدى كو سياہ اور سفيد دھاگے سے مراد نہيں ليا جاتا تھا.

قرطبى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

عدى رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث سھل رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث سے بعد كى ہے، گويا كہ عدى رضى اللہ تعالى عنہ تك سھل رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث نہيں پہنچى تھى، بلكہ انہوں نے صرف آيت سنى اور اس سے وہى سمجھا جو انہوں نے كيا اور پيش آيا. اھـ

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

رہا عدى رضى اللہ تعالى عنہ كا مسئلہ لگتا ہے كہ ان كى قوم كے لغت اور ز بان ميں بطور استعارہ صبح كے ليے دھاگے كا استعمال نہيں تھا، يا پھر وہ " من الفجر " كے الفاظ بھول گئے تھے، حتى كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے انہيں اس كى ياد دہانى كرائى. اھـ

قاضی عیاض رحمہ اللہ کی متابعت کرتے ہوئےامام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض وہ اعرابی جنہیں فہم نہ تھی انہوں نے سفید اور سیاہ دھاگے کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کیا، مثلا وہ لوگ جن کے متعلق سہل بیان کرتے ہیں، اور یا پھر انہوں نے اسے ظاہر پر محمول کیا تھا جن کی لغت میں اس کا استعمال نہیں تھا مثلا عدی رضی اللہ تعالی عنہ. اھـ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدی رضی اللہ تعالی عنہ کو " عریض گدی والا " کے الفاظ سے مخاطب کرنے کے متعلق بعض کا گمان ہےکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غفلت اور غباوت مراد لی ہے.

ان افراد کا دعوی ہے کہ گدی چوڑی ہونے سے غباوت پر استدلال کرتی ہے، اس سلسلے میں انہوں نے ایك شعر پیش کیا ہے.

لیکن اکثر علماء جن میں قرطبی، قاضی عیاض، اور امام نووی رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں نے اس کا انکار کیا ہے.

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اسے بعض لوگوں نے مذمت محمول کیا ہے گویا کہ وہ یہ سمجھے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب جہالت اور جفاء اور عدم فقہ منسوب کی ہے، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں جس طرح وہ کہہ رہے ہیں....

بلکہ " اللہ اعلم " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے مراد یہ لیا ہے کہ اگر آپ کا تکیہ وہ دونوں دھاگے جو اللہ نے مراد لیے ہیں اپنے نیچے چھپا لیتا ہے تو پھر یہ تکیہ تو بہت وسیع و عریض ہے، اسی لیے اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے:

" بلکہ یہ تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے "

گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ: یہ دونوں آپ کے تکیہ کے نیچے کیسے آ سکتے ہیں ؟

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا:

" آپ تو بہت وسیع و عریض گدی والے ہیں "

یعنی آپ کا وہ تکیہ جو رات اور دن کو اپنے نیچے چھپا لیتا ہے مناسبت سے اس پر تو وہ ہی شخص سوتا ہے جس کی گدی چوڑی ہو. اھـ مختصرا

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ: اگر آپ نے اپنے تکیہ کے نیچے وہ دونوں دھاگے جو یہاں اللہ تعالی نے مراد لیے ہیں یعنی " دن اور رات نیچے لے لیے ہیں تو پھر آپ کا تکیہ انہیں ڈھانپ رہا ہے، تو اس وقت تکیہ بہت وسیع و عریض ہے، اور صحیح بخاری کی دوسری روایت " آپ تو وسیع و عریض گدی کے مالك ہیں" جو کہ ایك اور روایت " آپ بہت زخیم ہیں " کے معنی میں ہی آتا ہے. اھ

(دیکھیں: فتح الباری شرح حدیث نمبر (1917) اور (1916) شرح مسلم للنووی حدیث نمبر (1090) اور (1091).

اس آیت سے مستنبط شدہ احکام میں یہ بھی شامل ہے کہ:

اگر کسی شخص کو طلوع فجر میں شك و شبہ ہے تو وہ یقینی طور پر طلوع فجر تك کھا پی سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

حتی کہ واضح ہو جائے .

عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ:

" جب آپ کو شك ہو تو اللہ تعالی نے آپ کے لیے کھانا پینا حلال کیا ہے "

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے.

اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالی نے ابو الضحی سے بیان کیا ہے وہ کہت ہیں ایك شخص نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے سحری کے متعلق دریافت کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے:

" جب تك آپ کو شك ہو کھاتے پیتے رہو حتی کہ آپ کا شك ختم ہو جائے "

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اکثر علماء کرام کا قول بھی یہی ہے "

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی " الشرح الممتع " میں لکھتے ہیں:

" اگر کسی شك کو طلوع فجر میں شك ہو اور وہ روزہ توڑنے والا کوئی کام کر بیٹھے تواس کا روزہ صحیح ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اب تم ان (اپنی بیویوں) سے مباشرت کرو، اور جو کچھ اللہ تعالی لکھ دیا ہے اسے تلاش کرو، اور دن کا سفید دھاگہ

رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہونے تك كھاتے پیتے رہو، پھر تم رات تك روزہ مكمل كرو (البقرۃ 187).

اور تبیین كا ضد اور مخالف شك اور گمان ہے، اس لیے جب تك ہمارے لیے فجر واضح یقینی نہ ہو جائے اس وقت تك كھانا پینا جائز ہے، اس مسئلہ كی پانچ اقسام ہیں:

1 - طلوع فجر نہ ہونے كا یقین ہو، مثلا طلوع فجر كا وقت پانچ بجے ہے اور وہ ساڑھے چار بجے كھاتا پیتا ہے تو اس كا روزہ صحیح ہے.

2 - طلوع فجر كا یقین ہو چكا ہو، مثلا وہ ساڑھے پانچ بجے كھائے پیئے تو اس كا روزہ فاسد ہے.

3 - طلوع فجر ہونے میں شك ہو كہ پتہ نہیں فجر طلوع ہوئی ہے یا نہیں تو وہ اس حالت میں كھاتا پیتا رہے، لیكن اس كا غالب گمان یہی ہو كہ ابھی طلوع فجر نہیں ہوئی، تو اس كا روزہ صحیح ہے.

4 - طلوع فجر كا گمان غالب ہو اور پھر بھی كھاپی رہا ہو تو اس صورت میں اس كا روزہ صحیح ہے.

5 - تردد اور شك كی صورت میں كھاتا پیتا رہے اور اسے كچھ بھی راجح معلوم نہ ہوتا ہو تو اس كا روزہ صحیح ہے. اھـ

دیكھیں: الشرح الممتع لابن عثیمین (6 / 247).

واللہ اعلم .